

دس درہم سے کم مہر پر نکاح پڑھانے والا گنہگار ہوگا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ دس درہم (یعنی دو تولے ساڑھے سات ماشے چاندی کی مالیت) سے کم حق مہر مقرر کرنا شرعاً کیسا ہے؟ پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ آج کل چاندی کی قیمتوں میں بہت زیادہ فرق آگیا ہے، جس وجہ سے لوگ دس درہم (دو تولے ساڑھے سات ماشے چاندی) کی قیمت سے بھی کم مہر رکھتے ہیں اور میں نکاح بھی پڑھاتا ہوں، تو اگر نکاح والے فریقین مجھے مہر کی کم سے کم مقدار سے بھی کم حق مہر لکھنے کا کہیں، تو کیا میرے لیے یہ لکھنا اور اس مہر کو طے کرتے ہوئے نکاح پڑھانا، جائز ہوگا؟

جواب

نکاح کے فریقین کے لیے دس درہم (دو تولے ساڑھے سات ماشے چاندی یا اس کی قیمت) سے کم مہر مقرر کرنا ناجائز و گناہ ہے، اسی طرح نکاح فارم پر دس درہم سے کم مہر لکھنا نکاح خواں کے لیے بھی ناجائز و گناہ ہے۔

مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم (یعنی دو تولے ساڑھے سات ماشے چاندی) یا اس کی قیمت اور زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے، دس درہم سے زیادہ مہر رکھنا عورت کا حق ہے کہ عورت اپنی رضا مندی و خوشی سے دس درہم سے زیادہ مہر نہ رکھنا چاہے، تو اسے اختیار ہے، لیکن کم از کم مقدار یعنی دس درہم کے برابر مہر، یہ عورت کا حق نہیں ہے، بلکہ نکاح کی حرمت کے پیش نظر، یہ شریعت اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا حق ہے، عورت اس میں کسی نہیں کر سکتی ہے، ہاں حق ثابت ہو جانے کے بعد اس کو لینا، نہ لینا عورت کا اختیار ہے کہ وہ بعد میں معاف کر سکتی ہے، لیکن اس حق کو ثابت کرتے ہوئے دس درہم سے کسی کرنے کا عورت یا کسی اور کو اختیار نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر فریقین نے دس درہم سے کم مہر مقرر کر کے نکاح کیا، تو اگرچہ نکاح ہو جاتا ہے، لیکن مہر میں شریعت کا حق پورا کرنے کے لیے کم سے کم مقدار یعنی دس درہم (دو تولے ساڑھے سات ماشے چاندی) کے برابر مہر ادا کرنا لازم ہوتا ہے۔

کم از کم دس درہم مہر ادا کرنا شریعت کا حق اور واجب ہے، اس میں کسی کرنا شریعت کے حق میں کسی کرنا اور خلاف شرع ہے، اس کی نظیر نکاح شغار ہے، جس میں فریقین ایک دوسرے کی محرم عورت کے ساتھ نکاح کرتے ہیں، لیکن دونوں میں سے کسی کا بھی مہر مقرر نہیں ہوتا، حدیث پاک میں اس سے واضح طور پر منع کیا گیا ہے، جس کی علت مہر کے بغیر نکاح ہونا ہے، جو حق اللہ اور حق شرع ہے، جس کو لڑکی یا فریقین وغیرہ کوئی بھی ساقط نہیں کر سکتا، فریقین نے باہمی رضا مندی سے اس حق شرع کو ساقط کیا، تو نکاح منعقد ہو جائے گا، لیکن یہ عمل ناجائز و گناہ ہوگا، بعینہ اسی طرح ہماری صورتِ مسئلہ میں بھی کم از کم دس درہم مہر ہونا شریعت کا حق ہے، جس کو

عورت یا کوئی بھی ساقط نہیں کر سکتا، بلکہ فریقین نے باہمی رضامندی سے دس درہم سے کم مہر مقرر کیا، پھر بھی حق شرع کو پورا کرنا اور دس درہم ادا کرنا لازم ہوگا، لہذا جب کم از کم دس درہم مہر ادا کرنا واجب ہے، تو نکاح خواں پر بھی لازم ہے کہ وہ کم از کم واجب مقدار کو ہی لکھے، اس سے کم لکھنا نکاح خواں کے لیے بھی ناجائز و گناہ ہے، مناسب ذریعے سے فریقین کو شرعی مسئلہ سمجھا کر مہر کی کم از کم مقدار پوری کی جائے اور اسی پر نکاح پڑھایا جائے۔

مہر کے وجوب کے متعلق قرآن پاک میں ہے: ﴿قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ﴾ ترجمہ کنز العرفان: ”ہمیں معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر ان کی بیویوں اور ان کی مملوکہ کنیزوں میں مقرر کیا ہے۔“ (پارہ 22، سورۃ الاحزاب، آیت 50)

اس کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے: ”اس سے معلوم ہوا کہ شرعاً مہر کی مقدار اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقرر ہے اور وہ دس درہم ہیں، جس سے کم کرنا ممنوع ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ دس درہم سے کم کوئی مہر نہیں۔“ (صراط الجنان، جلد 8، صفحہ 66، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سنن دارقطنی میں حدیث پاک ہے: ”قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «لا مهر دون عشرة دراهم»“ ترجمہ: ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دس درہم سے کم کوئی مہر نہیں ہے۔“ (سنن الدارقطنی، کتاب النکاح، باب المهر، جلد 4، صفحہ 358، موسسۃ الرسالہ، بیروت)

سنن الکبریٰ للبیہقی میں ہے: ”عن علي رضي الله عنه "لا مهر أقل من عشرة دراهم““ ترجمہ: ”امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دس درہم سے کم مہر نہیں ہے۔“ (سنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الصداق، باب ما يجوز ان يكون مهرًا، جلد 7، صفحہ 393، مطبوعہ بیروت)

نکاح شغار کے متعلق حدیث پاک میں ہے: ”عن ابن عمر رضي الله عنهما: «أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الشغار والشغار أن يزوج الرجل ابنته على أن يزوجه الآخر ابنته، ليس بينهما صداق““ ترجمہ: ”سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے اور شغاریہ ہے کہ اپنی بیٹی کا نکاح کسی سے اس شرط پر کروایا کہ اس کی بیٹی سے یہ نکاح کرے گا اور ان دونوں کا مہر نہیں ہوگا۔“ (صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الشغار، جلد 7، صفحہ 12، مطبوعہ دار طوق النجاة، مصر)

اس کی علت بیان کرتے ہوئے علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ بنایہ شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں: ”قلت: النهي الوارد فيه إنما كان من أجل خلائه عن تسمية المهر““ ترجمہ: ”میں کہتا ہوں کہ اس نکاح کی ممانعت اس لیے وارد ہوئی ہے کہ یہ مہر بیان کرنے سے خالی ہوتا ہے۔“ (البنایہ شرح الہدایہ، باب المهر، تعریف و حکم نکاح الشغار، جلد 5، صفحہ 157، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

یہاں پر فریقین کی رضا مندی بھی فائدہ مند نہیں ہوگی، کیونکہ مسلمانوں کو باہمی رضا مندی سے بھی ایسی شرط طے کرنے کی اجازت نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے شریعت کی خلاف ورزی ہوتی ہو، چنانچہ خلاف شریعت شرائط کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”ما بال رجال یشترون شروطاً لیست فی کتاب اللہ، ما کان من شرط لیس فی کتاب اللہ فہو باطل، وان کان مائة شرط، ففضاء اللہ احق وشرط اللہ اوثق“ ترجمہ: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں، جو شرط کتاب اللہ میں نہ ہو وہ باطل ہے، اگرچہ سو شرطیں ہوں، اللہ عزوجل کا فیصلہ حق ہے، اور اللہ عزوجل کی جائز کردہ شرط قوی ہے۔ (صحیح البخاری، جلد 1، صفحہ 290، مطبوعہ کراچی)

مہر کے متعلق فقہ حنفی کی مشہور کتاب ”الہدایہ“ میں ہے: ”المہر واجب شرعاً و اقل المہر عشرة دراهم۔۔۔ لانہ حق الشرع وجوباً بإظهار الشرف المحل ولو سمي أقل من عشرة فلها العشرة ملخصاً“ ترجمہ: شرعاً مہر ادا کرنا لازم ہے اور کم سے کم مہر کی مقدار دس درہم ہے اور شرف محل کے اظہار کے لیے مہر (کی کم از کم مقدار) وجوبی طور پر شریعت کا حق ہے اور اگر کسی نے دس درہم سے کم مہر بیان کیا، پھر بھی عورت کے لیے دس درہم ہی مہر ہوگا۔ (الہدایہ، کتاب النکاح، باب المہر، جلد 1، صفحہ 198، 199، مطبوعہ بیروت)

دس درہم سے کم مہر کے ناجائز ہونے کے متعلق مشہور حنفی محدث علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”وقال أبو حنیفہ وأصحابہ: لا يجوز أن يكون الصداق أقل من عشرة دراهم، لما روي لا مہر أقل من عشرة دراهم ملخصاً“ ترجمہ: امام اعظم ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ دس درہم سے کم رکھنا ناجائز ہے، کیونکہ روایت کیا گیا ہے کہ دس درہم سے کم مہر نہیں ہے۔ (عمدۃ القاری، کتاب فضائل القرآن، جلد باب خیر کم من تعلم القرآن، جلد 20، صفحہ 45، مطبوعہ بیروت)

مہر اللہ پاک کی طرف سے مقرر کردہ حق ہے، چنانچہ درر الاحکام شرح غرر الاحکام میں ہے: ”أن المہر حق اللہ“ یعنی: مہر اللہ پاک کی طرف سے مقرر کردہ حق ہے۔ (درر الاحکام شرح غرر الاحکام، جلد 1، صفحہ 349، مطبوعہ بیروت)

دس درہم سے کم مہر مقرر کیا تو حق اللہ پورا کرنے کے لیے مکمل دس درہم دینا لازم ہیں، چنانچہ تبیین الحقائق میں ہے: ”إذا کان المسمی أقل من عشرة دراهم یتم لها عشرة دراهم إقامة لحق اللہ تعالیٰ“ ترجمہ: اگر دس درہم سے کم مہر مقرر کیا، تو اللہ پاک کے حق کو قائم کرنے کے لیے عورت کو دس درہم مکمل ادا کرے گا۔ (تبیین الحقائق، کتاب النکاح، جلد 2، صفحہ 130، مطبوعہ بیروت)

عورت یا کسی کو بھی اللہ پاک کا حق ساقط کرنے یعنی دس درہم سے کم کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ چنانچہ التجرید للقدوری میں ہے: ”أن حق اللہ تعالیٰ یتعلق بالمہر ابتداء فلا تملك إسقاطہ فی العقد لحق اللہ تعالیٰ“ ترجمہ: ابتداءً مہر کے ساتھ اللہ پاک کا حق متعلق ہے، لہذا عقد میں اللہ پاک کا یہ حق ساقط کرنے کا عورت کو اختیار نہیں ہے۔ (التجرید للقدوری، جلد 9، ص 4333، مطبوعہ دار السلام،

اسلام سے پہلے مہر کے بغیر نکاح ہوتا تھا، جس سے منع کر دیا گیا اور پھر خاص حکمت کے پیش نظر شریعت اسلامیہ نے مہر لازمی قرار دیا، جس وجہ سے دس درہم میں شریعت کا حق مقرر ہو گیا، چنانچہ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے علامہ ابو بکر کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے

ہیں: ”ان النکاح کان جائزاً بغير مہر إلى أن «نہی النبی - صلی اللہ علیہ وسلم - عن الشغار» وأما قوله: إن المہر حق العبد فكان التقدير فيه إلى العبد فنقول نعم هو في حالة البقاء فأما في حالة الثبوت فحق الشرع متعلق به إبانة لخطر البضع صيانة له عن شبهة الابتدال بإيجاب مال له خطر في الشرع كما في نصاب السرقة، فإن كان المسمى أقل من عشرة يكمل عشرة عند أصحابنا الثلاثة“ ترجمہ: (اسلام سے پہلے) مہر کے بغیر نکاح جائز تھا، یہاں تک کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح شغار سے منع فرمادیا۔ بہر حال امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کہ مہر بندے کا حق ہے، تو (دس درہم سے کم) مقرر کرنے میں بندے کو اختیار ہے (اس کے جواب میں) ہم کہتے ہیں کہ ہاں بندے کا حق، حالت بقا میں ہے (یعنی بعد میں باقی رکھنا ہے یا نہیں، تو اس وقت ہے) بہر حال ثبوت میں، تو اس وقت شریعت کا حق اس کے ساتھ متعلق ہے، وجہ یہ ہے کہ مقام شرف کو اہانت کے شبہ سے بچانے کی خاطر اتنا مال لازم کیا جو شریعت میں کسی عضو کے بدلے میں مال شمار ہوتا ہے، جیسا کہ چوری کے معاملے میں ایک خاص نصاب مقرر ہے، لہذا اگر (فریقین نے) دس درہم سے کم مہر مقرر کر بھی لیا تو ہمارے تینوں ائمہ کرام (امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ) کے نزدیک مکمل دس درہم ہی دیے جائیں گے۔ (بدائع الصنائع، کتاب النکاح، فصل المہر، جلد 2، صفحہ 276، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ابتداءً عقد نکاح میں دس درہم سے کم مہر رکھنا ناجائز ہے، چنانچہ دس درہم سے زیادہ پر نکاح ہوا، تو بعد میں اس مہر میں کمی ہو سکتی ہے، اس چیز کو بیان کرتے ہوئے علامہ زبیلی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”أنه يجوز، وإن بقي أقل من عشرة دراهم ولو كان يلتحق بأصل العقد لما جاز كما لا يجوز الإنشاء على أقل من عشرة“ ترجمہ: (نکاح کے بعد مہر میں کمی کرنا، جائز ہے) اگرچہ دس درہم سے کم رہ جائے، اگر یہ کمی اصل عقد کے ساتھ ملحق ہوتی، تو یہ جائز نہ ہوتی، جیسا کہ ابتداءً (اصل عقد میں) دس درہم سے کم مہر مقرر کرنا ناجائز ہے۔ (تبیین الحقائق، کتاب النکاح، باب المہر، جلد 2، صفحہ 147، مطبوعہ قاہرہ)

بنایہ میں ہے: ”وكل العوض لا يجوز أن يكون أقل من عشرة“ ترجمہ: (مہر میں دراہم کے علاوہ کوئی عوض رکھا جائے، تو) اس کا دس درہم سے کم ہونا ناجائز ہے۔ (البنایہ شرح الہدایہ، کتاب النکاح، جلد 5، صفحہ 145، مطبوعہ بیروت)

عورت بھی دس درہم سے کم پر راضی نہیں ہو سکتی، چنانچہ التجرید للقدوری میں ہے: ”إذ ارضیت بمادون العشرة فقد أبرأته مما زاد على العشرة، ومما زاد على التسمية، والبراءة مما زاد على العشرة جائزة، ومادونها لا يجوز“ ترجمہ: عورت جب دس درہم

سے کم مہر پر راضی ہو، تو اس نے دس درہم سے زیادہ اور بیان کردہ سے زیادہ کو (دس درہم تک) ساقط کرنے پر براءت کی ہے، جبکہ دس درہم سے زیادہ ساقط کرنا تو جائز ہے، لیکن دس درہم سے کم ساقط کرنا، جائز نہیں ہے۔ (التجرید للقدوری، جلد 9، صفحہ 4626،

مطبوعہ دار السلام، قاہرہ)

نکاح شغار کرنا گناہ ہے، جیسا کہ بہار شریعت میں ہے: ”شغار یعنی ایک شخص نے اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح دوسرے سے کر دیا اور دوسرے نے اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح اس سے کر دیا اور ہر ایک کا مہر دوسرا نکاح ہے، تو ایسا کرنا گناہ و منہج ہے اور مہر مثل واجب ہوگا۔“ (بہار شریعت، حصہ 7، جلد 2، صفحہ 66، مکتبہ المدینہ، کراچی)

شریعت اور اللہ تعالیٰ کا حق ترک کرنا فسق ہے، چنانچہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”ہر فسق خیانت ہے کہ اس میں حق اللہ اور حق شرع کا مارنا ہے۔“ (مرآة المناجیح، جلد 5، صفحہ 454، مکتبہ اسلامیہ، لاہور)

گناہ کے کام پر تعاون کرنا بھی گناہ ہے، چنانچہ قرآن پاک میں ہے: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ ترجمہ کنز الایمان: ”اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔“ (سورۃ المائدہ، پارہ 6، آیت 2)

خلاف شرع نکاح پڑھانا بھی گناہ ہے، چنانچہ امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”بالجبر نکاح کرنا ظلم پر ظلم اور مسلمان کو عار لاحق کرنا ہے۔۔۔۔ گواہ و وکیل و معین جتنے لوگ اس واقعہ پر آگاہ ہو کر زید کی اعانت کریں گے، سب اس کی

مثل ظلم و حرام و استحقاق عذاب میں مبتلا ہوں گے۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 11، صفحہ 203، 204، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتویٰ نمبر: Aqs-2903

تاریخ اجراء: 27 شعبان المعظم 1447ھ / 16 فروری 2026ء



Dar-ul-Ifta Ahlesunnat (Dawat-e-Islami)



www.fatwaqa.com



daruliftaahlesunnat



DaruliftaAhlesunnat



Dar-ul-ifta AhleSunnat



feedback@daruliftaahlesunnat.net